ڈاکٹر مرغوب بانہالی

کشمیر کے "ایرانِ صغیر" کہلائے جانے کے چند پہلو

کشمیر کے خوبصورت اور نظر نواز خطے کو دنیا کے دوسرے خوبصورت خطوں سے مقابلہ کرنے اور مشابہ قرار دینے کا مشغلہ یورپی محققوں اور مستشرقوں نے کبھی وقتاً فوقتاً اپنایا ہے اور ایشیائی عالموں اور سیاحوں نے بھی۔ بیشتر یورپی محققوں کی توجہ کشمیر کے خارجی پہلوؤں پر مرکوز رہی ہے انہی پہلوؤں کے آئینے میں انہوں نے کبھی کشمیر کو ایشیاء کا سوئیزرلینڈ قرار دیا ہے ع۱ اور کبھی اسکے یونانِ ثانی ہونے کے امکانات پر بحث کی ہے۔ ع۲

یورپی محققوں کے برعکس مشرقی سیاحوں اور ادیبوں نے اگرچہ اس معاملہ میں کم ہی خامہ فرسائی فرمائی ہے، پھر بھی انہوں نے کشمیر کے معنوی اور داخلی پہلوؤں کو بیشتر ملحوظ رکھنے کی ہر طرح کوشش کی ہے۔ یہ معنوی مطالعے کا نتیجہ ہی ہے کہ انہوں نے اس حسین خطے کو "جنتِ ارضی" اور "فردوسِ بر روئے زمین" قرار دینے کے علاوہ "عشرت کدۂ پادشاہاں"، "گلشنِ صوفیا"، "ریشی وار" اور "پیر وار" ناموں سے بھی یاد کیا ہے۔ کشمیر کے یہ سب اضافی نام تمدنِ کشمیر کے خاص پہلوؤں اور کشمیریوں کے میلانات کے دلچسپ مفاہیم کا احاطہ کرتے ہیں، لیکن جدید تمدنِ کشمیر کے جامع تصور کا احاطہ کسی ایک ترکیب یا ایک ہی اضافی نام سے کرنا آسان کام نہ تھا، خاص طور پر جس تمدن نے قدیم بدھ کلچر اور ہندو کلچر کے ساتھ اسلامی و ایرانی کلچر کے امتزاج سے چودھویں صدی عیسوی کے بعد کشمیر میں وجود پایا تھا۔ ادبی سطح پر اس تمدن کے تمام معنوی پہلوؤں کا احاطہ کوئی جامع

ع۱ پڑھیے جی، ٹی، واین کا سفرنامہ ع۲ پڑھیے سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کی کتاب "کشمیر"

ترکیب ہی کر سکتی تھی، اور یہ ضرورت جس اصطلاح کے وضع ہونے سے پوری ہو گئی۔ وہ "ایرانِ صغیر" ترکیب کے بغیر کوئی اور اصطلاح نہ تھی۔

اپنے دامن میں ایک دریائے معانی رکھنے والی اِس مختصر سی ترکیب کے وضع ہونے میں جن حقائق کی کارفرمائی رہی ہے اُن کی تفصیل بہت لمبی ہے اور اس کے لئے ایران اور کشمیر کے قدیم تعلقات پر الگ سے سیر حاصل تبصرہ کرنے کی ضرورت لاحق ہوگی۔ یہاں پر اختصار سے کام لینے کے لئے صرف ایک ایسا خاکہ مرتب کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے جس میں ایران کے ساتھ کشمیر کی صوری مماثلت اور معنوی مطابقت کے چند معنی خیز اور دلچسپ خدوخال اُبھر سکیں۔ خاکہ یہ ہے۔

(۱) ایران کی طرح کشمیر میں آباد ہو گئے ہوئے لوگوں کی اکثریت کا تعلق آریائی نسل سے ہے۔ گذشتہ چند برسوں سے جو لوگ کشمیر میں یہودی النسل لوگوں کے شامل ہونے کی باتیں کرتے ہیں وہ دراصل اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہیں کہ کشمیریوں کے خدوخال سامی نسل کے لوگوں سے نہیں بلکہ خالص آریائی نسل سے ملتے جلتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ایران کے مضافات کے چند رہنے والے، تاجکستان کے علاقہ جات کے چند باشندوں اور کشمیر کے دیہات میں رہنے والے چند لوگوں کو ایک مقام پر جمع کیا جائے اور جائزہ لینے والوں کو دعوتِ دید دیکر فیصلہ سنانے کی فرمائش کی جائے تو وہ سب ہم آواز ہو کر ان کے بارے میں یہی کہیں گے کہ یہ تو ایک گھرانے کے افراد بلکہ آپس میں سگے بھائیوں کی سی مشابہت رکھنے والے افراد دکھائی دیتے ہیں۔

(۲) ایرانیوں اور کشمیریوں میں شکل و صورت کی مشابہت، قد و قامت کی یکسانیت اور رسڈول جسموں کی ایک جیسی بناوٹ کے علاوہ ان کی طرزِ گفتار، اندازِ پندار اور قومی کردار میں بھی غضب کی مماثلت پائی جاتی ہے۔

(۳) نسلی سطح کی اِن مماثلتوں کے علاوہ ایرانیوں اور کشمیریوں میں رائج ہو گئے ہوئے عقائد اور خرافات بھی اساطیر و اوہام کے ایک ہی سرچشمے سے پھوٹتے دکھائی دیتے ہیں۔ دو جگہوں کے اساطیر و اوہام سے وابستہ لوک ادب کے کرداروں کی یکرنگی ایران کے شاہنامہ اور کشمیر کی اِنّہ رنگی

Scanned with CamScanner

کے بعض بیانات کے تقابلی مطالعے کی دعوت دیتے ہیں یوں بھی ان دو آرین اور برادر قبیلوں میں جو مماثلت عقاید، خرافاتی، داستانہای محلی، نغمہ ہای میوہ فروشاں منتر کا مثال و حکم اور ضرب الامثال کی سطح پر پائی جاتی ہے اسکے بعض پہلوؤں کی طرف رسالہ "دانش" کے پہلے تین شماروں میں چند اشارے کئے جا چکے ہیں۔

(۴) قدامت و تمدن کی سطح پر ایرانی اور کشمیری تہذیب کا نقطۂ آغاز۔ وادی سندھ کے وہی آثار ہیں جن کی جانب گذشتہ اوراق میں پنڈت جواہر لعل نہرو کے اقتباس میں اشارہ کیا گیا ہے اور جس کی صدائے بازگشت دونوں مقامات پر رائج رہی ہوئی معماری اور سنگ تراشی کے قدیم ترین نمونوں میں سننے کا امکان موجود ہے یہاں تک کہ ایران میں پرسی پولس اور تخت جمشید جیسے مقامات پر برآمد ہو گئے ہوئے آثار عنادید کے مقابلے میں کشمیر کے برزہوم بیٹھن، مٹن، باروں، اونتی پور کے کھنڈرات میں ایک ہی نظام نقل دریافت کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

(۵) تمدنی لین دین کی سطح پر جہاں ایران سے کشمیر نے بہت کچھ پایا ہے وہاں یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ یوں ایسی کشمیر سے بھی ایک تاریخی دور میں ایران کو فیضان پانے کا موقع ملا ہے وہ تاریخی دور بدھ مت کی اشاعت اور کشمیری صنعت و حرفت کے لئے ابتدائی سازگار بازار اور تجارتی منڈیاں ڈھونڈنے کا دور تھا۔ کشمیر اور ایران کے تعلقات پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے اگلے صفحات میں اس کی تشریح کی جائیگی، یہاں ضمن میں صرف اتنا کہنا ہے کہ جس طرح اعلیٰ تعلیم کے حصول اور تجارت کی توسیع کے لئے آج کے کشمیریوں کو ولایت کہہ کر یورپ کا رخ کرنا پڑتا ہے بالکل اسی طرح سے ان مقاصد کے حصول کے لئے آج سے چند صدیاں پیشتر کشمیریوں کی نظر میں ایران یا اس وقت کا ایران میں شامل سمرقند، تاشقند اور بلخ و بخارا کے علاقے تھے۔ اس کتاب کا ایک خاص حصہ ہمارے واسع کرنے کے لئے وقف ہے کہ حضرت شاہ ہمدان جیسے عظیم القلب آفرین رہنما، سلطان شہاب الدین جیسے عظیم کشمیری جرنیل سلطان قطب الدین

جیسے عظیم کشمیری دانشور اور سلطان زین العابدین بڈشاہ جیسے عظیم معمار تمدن کے وہ خواب اور وہ حکمت عملی کیسے پروان چڑھی جس نے سرینگر کو رشک سمرقند علاقہ اور کشمیر کو چھوٹا ایران بنا

(۶) مذکورہ تین بادشاہوں کا تعلق جس حکمران خاندان سے تھا، وہی کشمیر کی تاریخ میں شاہمیری خاندان کے نام سے جانا جاتا ہے اس شاہمیری دور میں ایران کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے جو مختلف شعبہ ہای زندگی سے تعلق رکھنے والے ماہرین فن کشمیر آئے انہوں نے ہی اس خطے کو ایران صغیر بنانے کے خاکے میں رنگ بھرنے کا اساسی کام انجام دیا، اور کشمیریوں نے اس نئے نظام کو اپنانے کے لئے نہ صرف بڑی ذہنی آمادگی اور وسعت دلی دکھائی بلکہ انہوں نے ایرانیوں سے اپنی ذہانت منوانے کے بڑے جرأتمندانہ اقدام بھی کئے۔

(۷) ایران کے مختلف علاقوں میں کشمیر آنے والے سادات، علماء اور شعراء دراصل ایران کی ترقی یافتہ انگین تہذیب کے قابل رشک نمائندے اور قابل تقلید نمونے بن کر ایک تبلیغی اور مشنری اسپرٹ کے تحت یہاں آئے تھے، چنانچہ انہوں نے نہ صرف یہاں آکر اپنے وطن عزیز کی یاد تک فراموش کر دی، بلکہ وہ انسانیت کے خادم بن کر کشمیر کی تعمیر نو میں جٹ گئے اسی تعمیر نو کا نتیجہ کشمیر نو تھا، جو بعد میں ایران صغیر کے نام سے پہچانا گیا۔

(۸) شاہمیری خاندان اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے دوسرے حکمران خاندانوں سے وابستہ بادشاہوں نے نہ صرف کشمیر میں ایرانی اور اسلامی تمدن کے نفوذ کی اجازت دیدی بلکہ انہوں نے اس کام میں زبردست دلچسپی کا مظاہرہ کیا چنانچہ بیشتر بادشاہوں نے اس کاروائی کی ذیل میں آنے والی تمام سرگرمیوں کی ذاتی طور پر سرپرستی کر کے بڑی روشن دماغی اور وسعت دلی کا ثبوت دیا ہے اور اس کے بڑے سازگار اور دور رس نتیجے ایران صغیر کی عملی تشکیل کے روپ میں برآمد ہوتے ہیں۔

(۹) کسی قوم کی مجموعی ترقی اور تمدنی پیشرفت کے لئے جب ماحول کی سب سے زیادہ ضرورت

علاقہ سمرقند سے متعلق حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے۔

ہوتی ہے۔ وہ کسی ملک میں سیاسی استحکام اور امن و اماں قائم رہنے پر منحصر ہے۔ گذشتہ کئی صدیوں کے دوران اپنی سرحدوں اور ہندو راجوں کی لعض کوتاہیوں سے کشمیر السیں لعنت غلطی سے کشمیر کے آغاز اقتدار تک کسی حد تک محروم رہا اس کا ذکر الگ سے کیا جائیگا۔ یہاں صرف یہ کہنا ہے کہ بیشتر کشمیری بادشاہوں نے کشمیر کو پنپنے کے لئے پرامن ماحول میسر کر کے جو بڑا احسان کیا تھا۔ اس سے نہ صرف ان کی سلطنت کو استحکام حاصل ہو گیا تھا۔ بلکہ اسی سے ایرانی تمدن کی ترویج واشاعت کے راستے بھی کھل گئے تھے۔

(۱۰) کشمیری دور میں اشاعت اسلام اور ترویج تمدن ایرانی کے منصوبے دو جڑواں بھائیوں کی طرح آگے بڑھنے لگے تھے۔ اسی اشتراک عمل نے اس ملک میں تمدنی اور سماجی انقلاب کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کر دیا تھا اور کشمیری لوگ من حیث القوم ایک نئے معاشرے کو "ایران صغیر" کی شکل میں پروان چڑھانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

(۱۱) اس نئے معاشرے کی تشکیل میں جوق در جوق آنے والے ایرانی براہ راست دخیل رہے جس سے نہ صرف کشمیر کو حرف بحرف معنوی ایران بنانے والے بڑے بڑے عالم، مفکر اور شاعر یہاں پیدا ہو گئے۔ بلکہ ہماری تہذیب کی شہرگ یعنی کشمیری زبان بھی نئے تمدن کی اصطلاحوں نئے محاوروں اور نئی علمی زبان یعنی فارسی کی ضرب الامثال سے مالامال ہو گئی۔ جس کی بدولت فکری یک جہتی اور ہم آہنگی کے بہتر مواقع فراہم ہو گئے۔ جدید کشمیری کے متعلق یہ بات بڑی دلچسپی سے سنی جاوے گی کہ برصغیر کی تمام زبانوں سے زیادہ فارسی ذخیرہ الفاظ اسی زبان نے اپنا لیا ہے یہاں تک کہ بعض الفاظ کے بارے میں کشمیری سے ہی فارسی میں رواج پانے کا گمان گذرتا ہے۔

(۱۲) کشمیر نے فارسی زبان کے صرفیؔ اور غنیؔ جیسے شاعر، شالقؔ اور حسنؔ جیسے مورخ اور علامہ اقبالؔ جیسے مفکر پیدا کر کے نہ صرف ایرانِ صغیر ہونے کا عملی ثبوت پیش کیا ہے بلکہ کشمیری زبان نے آگے چل کر نئے تمدنی تجربوں کے اظہارات اور نئی اصناف سخن مثلاً مناجات، نعت، منقبت

عـ۱ـہ رسالہ علم و فن دہلی (جنوری ۹۹ء) ص ۴۲

غزل، مرثیہ، رُباعی اور مثنوی وغیرہ فارسی سے مستعار لے کر اس کی مکمل توثیق بھی کر دی ہے یہاں تک کہ کشمیریوں نے قدیم رسم الخط شاردا کو ترک کر کے اپنی مادری زبان کشمیری کے لئے رسم الخط بھی فارسی ہی قبول کیا اور یہی آج کشمیری کا منظور شدہ رسم الخط ہے۔

(۱۳) کشمیری شاعروں کی طرزِ ادا اور ادیبوں کی طرزِ فکر کے علاوہ کشمیر کی مصوری، نقاشی، اور موسیقی جیسے دیگر تمام فنونِ لطیفہ پر ایرانی اثر کی گہری چھاپ موجود ہے اس لئے اگر کشمیر کی صوفیانہ موسیقی میں روحِ ایران کی وہی آواز سنائی دے جو صرف دو قوموں کی وحدتِ فکر اور یکسان ذوقِ جمال کی صورت میں ممکن ہے تو مضایقہ نہیں کیونکہ ہندوستان آئے ہوئے ایران کے ایک ثقافتی وفد کے سردار کے ان الفاظ کا اطلاق کسی اور خطے سے زیادہ کشمیر پر ہو سکتا ہے جو ایک اردو رسالے میں "دریافت ہند" کے حوالے سے درج ہوتے ہیں اور جو معمولی تحریف کے ساتھ پیش ہیں "ایرانی اور کشمیری ایک فارسی کہانی کے دو بھائیوں کی مانند ہیں جو ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ ایک مشرق کو چلا گیا تھا، دوسرا مغرب کو۔ ان کے خاندان والے ان کے بارے میں سب کچھ بھول چکے تھے ان دونوں کی مابین صرف ایک بات مشترک رہ گئی تھی، کچھ ایسی قدیم دھنیں تھیں جو وہ ہمیشہ اپنی بانسریوں میں بجایا کرتے تھے۔ کئی صدیاں گزر جانے کے بعد ان دھنوں کی وجہ سے ہی دونوں خاندانوں کے افراد نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور آپس میں گلے مل گئے تھے۔

(۱۴) ایرانی تمدن اپنانے کے بعد کشمیریوں کے شعبہ زندگی پر "جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے" کے مصداق جو اثر پڑا اس میں خصوصیت کے ساتھ کشمیریوں کی رہن سہن اور خانگی زندگی کا نام لیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ نہ صرف کشمیریوں کے مکانات کی طرزِ تعمیر اور آرائش کے طور پر کی جانے والی گلکاری سے ایرانیت ٹپکتی ہے، بلکہ کشمیر میں رائج رزم اور بزم کے آداب سب ایرانی ہیں۔

(۱۵) کشمیر میں تانبے، چاندی اور مٹی کے برتنوں کی بناوٹ اور ان کی قسمیں سب ایران اور تاجکستان کے برتنوں سے ہو بہو ملتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

(۱۶) قبول اسلام کے بعد کشمیریوں نے جو قومی لباس اختیار کیا اور جو مغربی تہذیب کے اثر پذیری کے باوجود اب تک مضافات میں کشمیریوں کا عام لباس ہے وہ عمامہ (دستار) پیراہن (پھیرن) صدر اور سینہ بند سے پائجامہ اور ازار بند تک سب ایران میں رائج رہے ہوئے لباسوں کی یادگار ہیں۔

(۱۷) کھانے پینے کے آداب میں دستر خوان اور ہاتھ دھلانے سے ہاتھ پونچھنے تک اور پکوان میں گشتابہ، زردہ، یخنی اور پلاؤ سے عام ساگ پات پکانے تک کی ساری باتیں بلکہ وازوان سے دعوتِ شیراز تک کی تمام چھوٹی بڑی باتیں کشمیریوں کو ایران کی دین ہیں اور کشمیریوں کی مہمان نوازی میں بھی ایرانی و اسلامی اثر نمایاں ہے۔

(۱۸) علامہ اقبال نے کشمیریوں کے دکھوؤں کا رونا روتے ہوئے صحت مند تنقید کا حق ادا کرنے کے لئے جس پہلو پر چوٹ کر کے کہا تھا۔ ع

کشمیری کہ با بندگی خو گرفتہ — بتی می تراشد ز سنگ مزاری

وہ اگر زیارت قبور کی حدود کو پھاند کر پرستش قبور کے غلو تک پہنچ گیا ہے تو اس امر کو بھی ایرانیوں اور کشمیریوں کی قدر مشترک سمجھنا چاہئے۔ جن میں سے بعض اپنی خوش اعتقادی سے اولیاء اللہ کی روحوں کو خوش کرنے کی دھن میں اپنے کردار سے انہیں تکلیف پہنچانے کے احساس سے عاری ہیں اور بعض اللہ اور بندوں میں حفظ مراتب قائم نہ کر سکنے کے مرتکب۔

(۱۹) کشمیر کی سماجی تقاریب، عیدین، نوروز، عرس، نذر و نیاز اور فرش و فروش کے رنگین قالین اور گبے سے چھوٹی اور چٹائی تک ایرانی تمدن کی جیتی جاگتی تصویریں بن کر اب تک بڑی دھوم سے منعقد ہوتی ہیں۔

(۲۰) کشمیر کی مدنیت اور دہقانیت دونوں باغات کی آرائش اور چمن بندی سے عام کھیتی باڑی کے طریقوں تک ایرانیت کی آئینہ دار ہیں۔ اور یہ ساری باتیں آج بھی کشمیر کے ایرانِ صغیر ہونے کی توثیق کرتی ہیں۔